رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۴

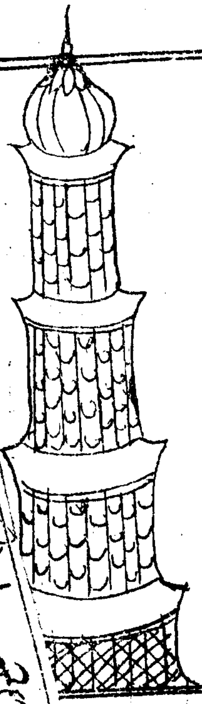
نمبر ۴۱

الحکم

۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان سے ماہوار الحکم ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے



ت جوہر حالی بن پیشگی ہیجانی

جو یم یا تو گرآئی جب قادیان ہیں

دوہی اپنی شفا ہینی

الحکم پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کرتے ہے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں ✣

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور۔ ہدایت** اور **شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ ۸ (۸ آنہ)

نوٹ:۔ سات پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے لئے خریدار سات روپیہ (۷)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو ✣

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع! (نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیے۔ تاکہ وہ ان فوائد اور فیوض کو حاصل کر سکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کی وجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں (ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کر کے دکھایا۔ اور مجھے چارپائی پر ڈالدیا" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور الحمد للہ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "کہ وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کرنے سے پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں"

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالے کے پاک کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف تھے اگر حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کر کے دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرتا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اس وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے

ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور سے اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا مستدعی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پائے مگر اس نجات کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ صفا صد نیک ہے اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اس نظارہ کو دونوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے نے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ جو ان کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ منجملہ ان کے مرہم چلتے تھی۔ دواؤں سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہونچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض تبادلہ خیالات کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی تھا ئی رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وجعلنا من الماءِ کل شیءٍ حیٍّ پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاء و نور ہیں" پانی میرے لئے بہت مفید ہے"

آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکال کر لائے کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ "یہ پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ ہم چاہتے ہیں تم تمام مزاج شناس ہو" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمد للہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہو۔ اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا کہ حضرت سے بات [illegible] مناسب نہیں یا نامناسب [illegible] بیٹھنا ہے یا نہیں۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا کہ [illegible] زیادہ [illegible]

روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانے سے روکنے کی شکایت بڑھنے لگی۔ تو بعض دلگیر آدمیوں نے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آ کر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہر حال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا" تاہم طبی احتیاط نے کلیۃً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہو۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملک کر لئے سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور معذور و داروست تا۔ کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت ہی کر دی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باحزم اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے۔ ایک دن آپ نے اوائل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس اس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کر لو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کر لیں" بات بظاہر نہایت معمولی ہے مگر اس میں حزم و احتیاط کا اعلیٰ شان جلوہ گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دوربین نگاہ نے اور نکتہ رسی کی نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو مدنظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی ورنہ حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کر چکے تھے۔ جبکہ آپ نے اور ہمارے مخدوم مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ بھی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی تھی۔ بہر حال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر نقش تھی وہ یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت پر ایسا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر متفق رہے - خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے - مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں **خیر و برکت** ہی ہوتی - پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالے نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گذرا کہ مامورین اور ان کے خلفاء و نواب عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں - اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا - آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلم دوات طلب کیا - اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں" مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا - وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور قرآن دانی کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا - وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے - فاروق اعظم کی یہ آواز آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوش گوار معلوم ہوئی ہوگی - کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو - وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے - بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا - یا کیا اس کو حضرت امام بہتر جانتے ہیں - اور اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے - یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے - مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو وصیت لکھنے کیطرف متوجہ کروں - اس مشورہ کا کیا نتیجہ ہوا - اور کیا جواب دیا گیا - ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے - مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا - کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے - کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے - آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں" لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقعہ نہیں آیا - غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تعظیم الامر کی ایک نمایاں مثال ہے +

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا - سائیں عبد الرحمن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے برادر زادہ ہیں - انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا - حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو - تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے ملجائیگا - اس اطلاع کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہوا کہ یہاں جب مجمع ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے - یا دوسرا سامان بے احتیاطی کی وجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہو گیا - اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا - اور بعض شرفا کو سخت تکلیف ہوئی نہ وہ کسی سے کہہ سکیں - اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں - تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرد مہریوں کا انسداد ہو - پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں - اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں - اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں - اس کے لئے بڑا وقت چاہیئے - حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا - کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے - کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں - اب حضرت کی علالت کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آئی - حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادھر سائیں عبد الرحمن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا - حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا - کہ سائیں عبد الرحمن اپنی امانت طلب کرتا ہے - اور ساتھ ہی کہتا ہے - کہ میری رسید گم ہو گئی ہے - حضرت نے فرمایا "ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے - اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے - ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے - ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں - کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا" اس پر عرض کیا گیا - کہ حضور عبد الرحمن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں" فرمایا کچھ پروا نہیں - اس کی امانت کیساتھ رسید ہوگی اُسے دیکھ اور ابھی دیدو" چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی - اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا - جو فوراً ادا کر دیا گیا - ولله الحمد -

علالت میں آپکے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا - یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل و دخل کرتی ہے - اسوقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے - مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی **دماغ** بیکار نہیں ہوتا - بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں" +

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں - کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور کثرت سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا - اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی - اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا - اس حالت میں بھی آپ کے **مشاغل** دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے -

قرآن کریم کی آیات پر تدبر

آپ بظاہر لیٹے ہوئے ہیں - مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں - یہ معمّا حل نہ ہوتا - اگر بے اختیار آپ اس راز کا انکشاف نہ کر دیتے - ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہو گیا - تقریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا - کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی - صوفیوں والی حالت ہو گئی - اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں - نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا - اور بڑے بڑے مضامین سر میں آئے - اور آرہے ہیں"

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھ دیتا ہے - مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے - حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا - حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں - کہ میری غذا قرآن ہے - اور میں جب تک اسے روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا - اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ کئی روز سے **درس کا سلسلہ** قدرت نے بند کر دیا تھا - تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے -

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں **قرآن کریم** پر تدبر فرماتے - اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس غواصی میں نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امیدوار ہیں - کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے -

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکم دیا - کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو - جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے - پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہیئے تھا - میں نے ایکدن پوچھا بھی - کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا -

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے - آپ نے پہلے فرمایا کہ مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ - خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اظہار محبت ہے - واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور اعلا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا - اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی"

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے - فیضی کی خصوصیت کیا تھی؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا - کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

قرآن مجید کی عظیم الشان خدمت کی ہے

وہ کیا؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس علالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہو جاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود ہوتا تھا۔"

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی مدح پڑھی ہے جب انہوں نے کہا۔ ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جسپر انہوں نے یہ مقطع پڑھا ؎

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست کشودے
باید کہ بآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے :۔

زخم بالائے دیدہ است اورا | چشم زخمے رسیدہ است اورا
میچکد خوں زتیغ مژگانش | کس بایں رنگ دیدہ است اورا
گلشن جان بود کز صد گل تر | پیش نرگس رسیدہ است اورا
دل خوں گشتہ شہید است | خون کہ بر رود دیدہ است اورا
حال فیضی بہ بیں کز ابروئے | تیغ در دل خلیدہ است اورا

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیازمندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت نہ رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے تحت میں آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نقل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیازمندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں +

بہر حال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اس کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان تعلقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔ اور پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کلسوانح منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سننا اور بخاری اور عمدۃ الاحکام کا سننا!

علی العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضرور جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے"

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ کے ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم غیب سے ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اموال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپکا کام رہا ہے میں کو غربا اور ضعفا کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مدد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ اتنا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے؟ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا محتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو سمجھ

خداداری چہ غم داری

پس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہوتے۔ میں نے بیسوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھ کر غنی کون ہو سکتا ہے؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اسکو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال لیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا۔ کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانا پکو نہ ہوگا۔ میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا۔" اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلا تو پیدا نہیں کر سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کر سکیں"۔ فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور بھی فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد دکن میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہو گئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈدادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں آپ پنڈدادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی چونیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنا گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ ان کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد اور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ میرا مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان بڑا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے"۔ حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر اگر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔ حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی - اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے غرض اسی وقت وہ سو آٹھ روپیہ آپ کو تقسیم کئے گئے۔ جس شخص نے پنڈ دادنخاں سے چونیوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو۔ معاف مجھے تو معلوم تو معلوم بھی نہیں شنہ ۱۲۶۹ یا سنہ ۱۲۶۹ء کا معاملہ ہے۔ ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔ بہرحال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا۔ اس ذکر میں بھی بڑے رنگ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا۔ اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے بدلے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں۔ بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت و تندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو۔ اور قوم اپنا فرض ادا کرے۔ مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے۔ ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے۔ پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو۔ مانگ کر نہیں لیتے۔ اور یہ کوئی نیا معمول نہیں۔ بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا۔ اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے۔ ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا۔ تب آپ جو کھلانے والے کھلاتے کھا لیتے۔ مانگا کبھی نہیں۔ مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی۔ میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی بناؤ کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ صرف ٹوٹل ہو۔ جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے۔ جسقدر میری بیٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوا ہے۔ اس کل رقم کی میزان حاصل کرو۔ اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھکر دیا گیا ہے۔ اس میں سے وہ کل حساب ادا کر دو۔ فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا۔ اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے۔" یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی۔ بیماری پر خرچ ہوا۔ اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا۔ جسکی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے۔ اور اس کی ضروریات ذاتی کا انصرام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا۔ میں اس واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے۔ اور اللہ تعالےٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گزارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس شوریٰ کے سپرد ہوا۔ بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے۔ اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ غیروں کے سپرد کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے۔ میں میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا"۔

یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو۔ مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا۔ چند ماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک بڑے ہولئے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کیوں ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزوں ہے۔ اور مجھے تائید یاد دلا چاہی۔ میں نے کہا حضرت! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا کام ہے۔ اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے۔ ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو رہا خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت لا یموت کا انحصار کسی شخص پر نہ رکھے۔ یہانتک کہ نذور عامہ کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے پھر قومی تحریکوں اور ضرورتوں میں چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو۔ کسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد و اعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو۔ پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے لنگر خانہ کا مہتمم آتا ہے کہ حضرت! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے۔ جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگر خانہ سے فلاں چیز تیار کر دو۔ تو عین برمحل اور درست ہوتا۔ مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اسکا جواب دیتے ہیں مجھ سے دودھ دوا اور یہ دو روپیہ لو۔ ختم ہو جائیں تو پھر مجھ سے لو۔ اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسیوں ہیں۔ ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفہ میں سے ہے۔ اگر لنگر خانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے منگوا دو قیمت مجھ سے لو۔ ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے۔ اچھا میں انتظام کر دونگا۔ خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزو مند نہیں۔ اس کے اخلاق میں اخلاق اللہ کا نمونہ دیکھا ہے اسکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوئی ہے مگر معاً کوئی حاجت اسکے متعلق پیش آئی ہے تو اس نے اشارۃً یا کنایتاً بھی اسکا ذکر نہیں کیا۔ اب بتاؤ کہ خلافت کی مسند اس قسم کے رنگ سے رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے؟ اس پر وہ خاموش ہو نا پڑا۔ یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا۔ اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا۔ اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آتے تھے۔ کیا انکی قیمت بھی دیدوں؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو۔ میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا۔

اظہار شکر گذاری کی روح

حضرت کی عادت میں جس نے ہمیشہ اسیات کو مدنظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے۔ یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو۔ کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللہ تو بہرحال اسکے لئے فی الغیب ہیں۔ جو شخص اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا کبھی شکر گذار نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہیں گے اور دعا دینگے اور لفظاً بھی اظہار سپاس کریں گے اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا۔ ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ ان کی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا۔ اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے۔ جو اعلان شکر گذاری شایع ہوا ہے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکر گذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں"۔ اس طرز عمل سے آپ نے بتا دیا ہے کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جاوے۔ اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جب کا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے "اعتراف خدمات" کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ عبد السلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں۔ اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے۔ اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کیلئے جوش رکھتا ہے۔ بارہا اسے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے۔ حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگا ہے۔ حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے۔ غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے۔ ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا۔ حضرت نے وفور جوش سے فرمایا۔ "میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے"۔ حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق ملسکتے ہیں۔ ناظرین انپر غور کریں اور میں بھی انشاء اللہ انہیں واقعات سناتا جاؤنگا"۔

وما بالعد التوفیق۔ ایڈیٹر

سلسلہ صحابہ رض

حضرت سلمان فارسی رض

حضرت سلمان فارسی جیسا کہ ان کے انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مابہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مابہ بن بوذخشان بن مورسلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک۔ سہرک بن پران کے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھے۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضہ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کیطرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رام ہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ان کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ اس دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجکو لڑکیوں کیطرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گانوں میں میرے باپ کی جایداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلاکر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں، تم میری جایداد کیطرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جایداد کو چھوڑکر تمہاری فکر میں ہو جاؤں گا۔ میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کیطرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مجھ کو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جایداد کیطرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے

اس نے کہا نہیں بیٹا تمہارا اور تمہارا آبا و اجداد کا مذہب اس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کرلیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کرلیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مارے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا۔ آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا ہے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کرو۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی

وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے مجھکو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو۔ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ اب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض عرب سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی ✝

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے اُن سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ بیماریوں کی دوا اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا جب وہ رات آئی۔ جبدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے بالکل چھپ گیا صرف اس کے شانے نظر آتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراھیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھ رہے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو تمنے عیسےٰ ابن مریم سے ملاقات کی بہرحال واقعہ جو کچھ ہو حضرت سلمان رضہ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا۔ میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کہا کہ میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھکو بھی اپنے وطن تک پہنچا دو۔ ان لوگوں نے مجھے سوار کر لیا اور مجھے وادی القریٰ میں لائے وہاں مجھ کو غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجھکو نشان دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں (ایک نخلستان میں کام کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ لیکن مجھ پر آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچا زاد بھائی تھا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہو کر بیان کیا کہ خدا بنی قیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آگیا اور درخت ہلنے لگا یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھا کر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سنبھالو۔ چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اس کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تھا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا رسول اللہ نے صحابہ رضؓ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کر کے لایا میں نے سلام کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا۔ جس کو میں ہدیۃً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک ہوئے۔

میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے۔ میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضؓ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہ بند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادھر اُدھر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھا دی اور مجھکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا میں اس کے چومنے کے لئے لوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ جاؤ میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضؓ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ مجھ سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[۵۱] بن جاؤ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین[۵۲] سو کھجور کے درخت اس کے لئے لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضؓ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے جمع کر دیئے۔ آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کھودو۔ جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور اصحابہ نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہگئے تھے۔ اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضؓ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تھا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کر دو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا یقیناً یہی خدا تمہاری طرف سے ادا کر دیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجا کر اپنا قرض ادا کر دو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹھیک چالیس اوقیہ نکلے بہرحال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ آزاد ہو گئے،،

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جسوقت واقع ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کی حالت میں تھے۔ اس لئے مجبوراً شریک نہ ہو سکے بدل کتابت ادا کر کے جب وہ آزاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی اسکے کھودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں بحث ہوئی انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ

سلمان منا اھل البیت۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہوگی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کر لیا ہو۔ یہ مساوات اسلام ہی نے قایم کی تھی اور یہ اُسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق و عادات

حضرت سلمان فارسی نجیب حلیم منکسر المزاج، قانع، رحم دل۔ زہد پیشہ۔ اور دنیا سے علیحدہ رہتے تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بنا کر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کما کر گذر اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ جہاں کسی کا گھر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑ رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہ رضؓ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنا دیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گھر بناؤگے جیسا کہ تمہارا مدائن میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہوگی۔ وہ اس قدر پست ہوگا کہ جب تم کھڑے ہوگے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہوگی کہ جب سونا چاہو گے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

امارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضؓ زہد کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھا کئے۔ ایک بار ان

---

۵۱ اگر آقا راضی ہو جائے تو غلام کچھ مال ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہے،، اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

۵۲ بعض روایتوں میں پانچسو ہے،،

۵۳ جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنیکیلئے ایمان لاتے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے +

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔

حلاوة رضاعها ومرارة فطامها - یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے ''

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکوٰۃ وخیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہو گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کر کے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو! ۔

وہ زہد وقناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونیکی کوئی وجہ نہیں۔ رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہو گی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زاد راہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جن سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی کبھی خواب دیکھتے تھے ''

عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوہراتے رہے ''

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندہ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے ''

علم وخاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لئے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھالو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے ''

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لئے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو اُن کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لئے اس نے بلا کر کہا کہ یہاں آؤ۔ یہ بوجھ اٹھالے چلو۔ حضرت سلمان کو لوگ بوجھ لئے جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اُتاروں گا۔

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لاد دی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبھوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر وشر کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے ''کرک آمد کرک آمد'' وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔

لیکن باوجود اس زہد، حلم وانکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابوالدردا سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابوالدردا کی بیوی نے ان سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابوالدردا نماز کو اُٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابوالدردا نے روزہ نہ افطار کر لیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابوالدردا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد، عبادت، حلم وانکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علی۔ عمار۔ اور سلمان کی مشتاق ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تھی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قائم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قائم ہو جاتا تھا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تھی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔

تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر واول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اُٹھا لاؤ۔ وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مشک کو اس میں حل کر دیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے اردگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کر کے یہاں سے چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کر کے تھوڑی دیر تک بیٹھیں تھیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جا کر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ (الندوہ)

جدید وائسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید وائسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جس میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہو گیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بجز بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر احتیاط وتحمل سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے لہذا اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ ہمارے جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

دیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش کردہ
شاد زی چندانکہ پند بر درز مانت انقضاء

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو بدل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کر دیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ صدہا غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے

۷ دسمبر ۱۹۱۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

"حضورؑ باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹ نومبر ۱۹۱۱ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڈھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر ہوا عرض کیگئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کے لحاظ سے خصوصیت کیساتھ اخبار میں شائل کئے جاتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ قسم ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن (اور جب ابراہیم پر اسکے ربّ نے بعض باتوں سے ابتلاء ڈالا تو اس نے انکو پورا کیا) **دوسری** قسم وہ ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰت والسیّئٰت لعلّھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سُکھوں کے ابتلاء میں ڈالا تاکہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری** قسم وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے نبلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں بسبب اسکے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حُسنِ ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یٰایھا الّذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظنّ ان بعض الظنّ اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقًا سوءِ ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ایاکم والظنّ فان الظنّ اکذب الحدیث مجھ پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جنکے ساتھ محبّت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا بعض ایسے نفوس ہیں جنکی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبّت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت ان لوگوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ دن رات ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھ کو کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ غدادار موقعہ تھا اور ایسا موقعہ ہمیشہ نہیں ملا کرتا لاہور کے لوگوں میں سے میاں چراغدین صاحب بھی اپنی کمزوری کے خاص شکریہ کا مستحق ہے اس بڑھاپے اور بیماری کی حالت میں آکر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہوی) باوجود بیماری اور ضرورت خانہ داری عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں۔ پر عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب باتوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا**۔ بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملیگی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم میرے حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کرکے فرمایا میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس فرات کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں جبکہ اس نے ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم و گمان نہیں پہونچ سکتا۔ گویا طب کے پیشے میں جو ستاری تھی

لئے بند ہو جائیں گے۔ مُنہ زور و اغیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہہ کی جاوے اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجاوے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جاوے اور پھر انہیں دم زدن مار کا یارا نہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخبارون کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو درکنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سروسامانی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کرنی گویا حکماً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا بُرے تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جانا ہے۔ اور اس میں مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کا کوئی فایدہ نہیں۔ ہاں جو گانٹر جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جاوے۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے فقط ٭

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک و ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تاکہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہونچ جانا چاہیئے ٭

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنی صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہوگی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا۔ دوسرے درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً عہ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ لیکن کنسشن سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف مجھکو ہی احباب کیطرف سے درخواستیں آنی چاہئیں۔ کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائینگے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کرکے اطلاع دیں۔ تو اور بھی مفید ہوگا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ سو ہیوسنہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا ٭

(۵) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی تکمیل ہو چکے گی ٭

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان۔ دسمبر ۱۹۱۱

منجانب گورنمنٹ ہندوستان کے یادداشت برائے اطلاع

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس اوف امریکہ) کے درمیان ایک عہدنامہ بغرض ثالثی دربارہ دعاوی زر (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہدنامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائینگے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دائر نہ کئے جائیں تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہایش رکھنے والے اشخاص سے جو برخلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کردیں ٭

بغرض اطلاع

عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک زائرین کا آجکل میسوپوٹیمیا (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ اودھ و آگرہ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱- جنوری ۱۹۱۲ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائینگے

اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کرکے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹا کر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جاوے۔ اس سال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوں گے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنی صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیاسوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائیٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں گا

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہوگا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے ممیز ہوتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے گا۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا انتہائی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۳۰ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیرمین مسٹر ساروا چرن متر ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵- دسمبر سے پیشتر پہونچ جانی چاہئیں"

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا مسٹر بی۔ ڈی۔ بوس جائنٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے ٭

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بعد امانت رکھ کر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیں ٭

(ایڈیٹر)

علیگڈھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڈھ کالج کے ناظمین نے اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلباء و تعلیم دینی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح پھونکنے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہو جاوے تو یہ نہایت بابرکت چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہوگا۔ جو غالباً اس مضمون پر ہوگا "شارع اسلام علیہ السلام بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے ایک عمدہ نمونہ تھے" اس مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڈھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست رو پیدا ہو جاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڈھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے۔ میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور اسے نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانیکی کوشش کیجاوے اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو گیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہو جائیگی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لایق شکرگذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہونچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کے لئے ایک انجمن قایم ہو چکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہو گیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور ملکر کام کرنے کی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آیندہ برکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی محرک ہونگی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں۔"

اللہ رحم کرے

نہایت افسوس ناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء مستفیض ہو کر (ان شرفا) سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس علیحدگی کے وجوہات میں مولوی شبلی نعمانی کا طرز عمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوہ کو لے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑہانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنا دینے کا آرزومند ہو جاتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوۃ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "ملائے اعظم" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں بھانپ گیا تھا کہ وہ ندوہ کے کرتا دھرتا بننا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا بیڑا ابھی جا لیا ہے۔ اب بانیان ندوہ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوہ کے لئے ہی نہیں قومی وقار کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی شخصیت کو قایم کرنے کے لئے جد و جہد کر رہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہوگا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس اثر نے اخبار کی قوت کا بھی اظہار کر دیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہونیکے بھروسہ پر قومی کاموں کے نہتم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان منشری میں ہیچ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کر کے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام لیتے ہیں تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور خصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوۃ انکی ذاتی ملکیت ہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوۃ کو اس مشکل سے بچانیکے لئے ابھی کوشش کریں اور اپنے ہاں ایسی سپرٹ کو نشو و نما ہونے نہ دو جو گھن کیطرح قومی عمارت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ مگر کام کرنا سیکھو۔ اور پبلک اوپینین کی قدر کرو۔ اور اسے قوم میں پیدا کرنے کے آرزومند رہو۔

ندوۃ ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ)

خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی نہی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکے اسے بچانیکے لئے علیٰ قدر مراتب کوشش کریں۔"

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندہی سبھا نے بھی قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے پرتی ندہی سبھا نے ماسٹر لچھمنداس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ بطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندہی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو دہرمپال نے اگلوایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے۔"

مفت تعلیم

گورو کل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ ہردوار کے گورو کل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کرا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا اگرچہ پہلے ہی گورو کل کے پروفیسر اور استاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کر رہے ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گورو کل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ہزار نقد جمع ہو گیا۔ اور گورو کل کا آیندہ جلسہ اس جوش کو اور بھی ظاہر کریگا۔ گورو کل جن بچوں کو طیار کر رہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاوں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے چونکہ آیندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے گا۔

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہ میں

...ر سہولتیں پیدا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں؟ اور کتنے آدمی ...ن بچوں کی تربیت اور نگہداشت بدوں معاوضہ کرنیکے ثواب ...لیے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟
...س کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

...کر داور دیکھو
...بہ ہیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسے کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کر دیگئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان ...ایات کی پابندی نہایت ضروری سمجھینگے۔ جلسے کے اغراض ...متعلق ۲۸ نومبر ۱۹۱۰ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع ...ہے۔ اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ ہمارے امام کو اس وقت تک ...شفا حاصل ہو۔ تاکہ اس کی پاک صحبت اور معیت کے فیوض ...ہوں۔ آمین ثم آمین

...میں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ ...بالفعل بس ہے۔ اور اس کے متعلق اسوقت تک ...میں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے ...کانفرنس میں گذشتہ سال جو امور طے ہوئے تھے ان کے ...کا رپورٹ پیش ہوسکے گی۔ کہ اب تک کہاں تک عملدرآمد ہوا۔ ...بتہ جلسہ بڑی عجلت میں ہو سکتا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ ...المسیح نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس ...وہ متوجہ کرلیا ہے۔ وقت کا بہت سا حصہ اسکے لئے ...ہے اور مقدم کام یہی تھا۔ اس لیے اس سے زیادہ ...کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی ... ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان ...پہلے سے شایع ہو چکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاء اللہ دیکھینگے ...بک ہوس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طیار ہوگیا ...اور سنسان جگہ قومی کوششوں کے اظہار کا نمونہ ہے ...خدا ان کی مساعی میں برکت دے (آمین)

ریویو

مفید اضافہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے ...کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم میر قاسم علی ...احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری ...سے انشاء اللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا ...موضوع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف ...کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا ...اخبار کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات ...دیا ہے اللہ تعالٰی ان کے ارادہ کو بابرکت کرے۔ اور ...ہماری پہلے پھلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت

خوشی سے اسے لبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف ۲ ہوگا جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے۔

دو مفید کتابیں

اسی مہینہ میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دونو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں خونی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۱۰ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھ مباحثہ میں کی تھیں۔ رسالہ نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ گوشت خوری کے لیے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ۳ ہے۔ مؤلف سے ملیگا

دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ... ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو ... عیسٰی علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق ... جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ... منشی فرزند علی نے ان دلایل کے ... مجید اور احا... بیان کی ہے ... ہے۔ اور ... صرف ۳ ... ن سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست ۱۹۱۰ء سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخاں ایک مشہور اہل قلم ہیں۔ سد کن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے۔ ہندو اخبارات نے نیش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس تصور پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں جو کسی کی پہلے سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔ اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت سالانہ ۶ اور ششماہی ۳ ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کے نام ہونا

مسلم پبلکس

واجب العزت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا مختصر سا رسالہ شایع کر کے الحکم میں ریویو کے لیے بھیجا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے اور اسے پالٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالٹکس کے اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے بھی پسند فرمایا ہے۔ میں بھی مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ دیو سماج لاہور نے شایع کیا ہے

آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر دیو سماج کیطرف سے شایع کیا گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت ہی کم یاد پڑتا ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے کی ضرور سفارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲ ہے۔ اور دیو دہرم آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کشمکش جاری ہے اور دوسری طرف میں قدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو ہندو کمیونٹی کی تعداد کو کم کر رہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوائف اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ جو ہریجنوں کے متعلق تو بحث جاری ہی تھی۔ اب وشنوئی فرقہ کا پتہ چلا ہے۔ جو علاقہ جات بیکانیر۔ جودہپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے اور نہ جنیو پہنتے ہیں۔ بلکہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ پنڈت نند کشور صاحب نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے لکھا تھا۔ کہ وشنوئی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جاوے۔ ایسا ہی میانوالی کے ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑھتی ہے اس جدوجہد میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہو جائیں۔ خدا تعالٰی رحم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم علالت کا خطبہ

۱۸- نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی - اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بدر سے نقل کر دوں (ایڈیٹر)

۱۸- نومبر ۱۹۱۰ء حضرت امیر المومنین نے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا - کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے - کہ شیعوں نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید - عدل - نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے -

عدل کیسا اچھا ہے اس کا ۱ ... نہ کر سکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں - جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ وناموس کا خیال نہ تھا - رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا - باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے - جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ چاہیئے -

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی د... ے یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے - پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دکھ دے - یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی جن کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں - میں تم کو نصیحت کرتا کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو - اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو - قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھے بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا - وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے -

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے - اور آپ ہی کھلاتا ہے - وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے - وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے - اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں - بیوی بچے دیئے - مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی حیران ہو جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت - صحت - علم - سامان دیا - اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے - اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو - جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں - تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں - اور میرا دل ٹھنڈا ہو -

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر و نیاز کا محتاج ہوں - میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے - اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ - اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الہ الا اللہ - پہنچاؤ +

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھے ... کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ کی ... کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے لئے ... وہ معاملہ ہے - جبیر ایڈیٹر صاحب نے ناراض ... بند کر دیا تھا اور ابتک بند ہے مگر میں امر ... رک نہیں سکتا - میں اس کو دل سے نا ... الحمیں مگر بعض اوقا ... ساتھ اختلاف رائے ر...

انہیں دنوں میں ایک فہرست ... کے ساتھ شایع کی ہے - جن میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار ہے - ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھی - ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے - اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اٹھائی گئی تھی اس وقت یہ معاملہ یہانتک بڑھا تھا - کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے برخلاف فتویٰ تکفیر دینا پڑا - اگرچہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب نے بعض کتابوں کو اس اعلان میں درج نہیں کیا - لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں - پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر ذرا خدا سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کر دیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے -

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن یا رے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج - اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں - تو مرقومہ ذیل کتب ضرور منگا کر پڑھیں -

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں .. - قیمت ۱ر
(۲) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) .. .. - ۲ر
(۳) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم ۱ر
(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم .. - ۱ر
(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم ۲ر
(۶) دیو سماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دھرم پال .. .. ..
(۷) دھرمپال کی جھوٹ بیانیاں .. ..
(۸) ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر ڈی - اے سی - کالج لاہور
(۹) آریہ سماج کا ویدک ایشور

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیو سماج آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ... یا ... سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپیہ بھی دیجاوے گی +

عید کارڈ اور رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال جس قدر مقبول ہوئے ہیں - اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں بذریعہ تار فرمایش بھیجنی پڑتی ہے - چونکہ عید آنے والی ہے - اس لئے آپ جلدی منیجر عید کارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں - رومال عید کپڑے کے موزوں اشعار احادیث و مناظر سے مزین عمہ درجن -
عید کارڈ قسم اعلیٰ لفافوں میں جاپانو لے ۱۲ر درجن
رومال کاغذی .. - .. .. ۶ر درجن
عید کارڈ پیسہ میں پوسٹ ہونے والے موزوں اشعار و احادیث کے مناظرہ کے صرف ٹاک ختم کر دینے کی غرض سے بجائے ۶ر درجن کے .. - - .. .. ۳ر درجن

یادگار آفس لاہور -